سلسلۂ اشاعت امامیہ مشن پاکستان رجسٹرڈ لاہور ۸۶

www.kitabmart.in

# صلح حسنؑ

مکتبۃ العلوم
کراچی

از

عالیجناب پروفیسر سید احتشام حسین صاحب رضوی

لکھنؤ یونیورسٹی

قیمت ۲ آنے

www.kitabmart.in

# امامیہ مشن پاکستان

کے سلسلہ اشاعت کی ۸۶ ویں پیشکش "صلح حسنؑ" آپکے پیش نظر ہے۔ اس کتابچہ کو امامیہ مشن لکھنؤ نے محرم ۱۳۷۹ھ میں زیر نمبر ۲۷۰ "صلح اور جنگ حسنی سیاست کی روشنی میں" کے عنوان سے شائع کیا تھا۔ اسکی اہمیت کی وجہ سے شائع کرنے کی سعادت حاصل کی جارہی ہے۔

حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے اور حضرت علیؑ و فاطمہؑ کے دلبند حضرت امام حسن علیہ السلام نے امیر معاویہ کے ساتھ صلح کرکے ملت اسلامیہ کو نہ صرف جنگ کی عظیم ہولناکیوں سے محفوظ رکھا۔ بلکہ اپنی صلح کے دوررس نتائج کی وجہ سے اپنی سیاسی فراست کی فوقیت کا لوہا بھی منوالیا۔

ملت جعفریہ کے مشہور اہل قلم جناب پروفیسر سید احتشام حسین صاحب رضوی نے اس موضوع کے منظر و پس منظر پر اختصار کے باوجود بڑے فاضلانہ طور پر روشنی ڈالی ہے۔ امید ہے کہ آپ پڑھ کر بے حد محظوظ ہوں گے۔

صلح حسنؑ کے بارے میں مسلمانوں کی اکثریت میں بڑی غلط فہمی پائی جاتی ہے افراد ملت کی خدمت میں استدعا ہے کہ اس کتابچہ کو بھی رعایتی نرخ پر خرید کر کے مفت تقسیم کا اہتمام فرمائیں۔ تاکہ عوام الناس اس صلح کی حقیقت سے واقف ہو سکیں۔

فروری ۱۹۶۰ء

**جنرل سکریٹری**

امامیہ مشن پاکستان اردو بازار لاہور ۲

تعلیمی پریس لاہور

www.kitabmart.in

# صلح اور جنگ

"ہر اقدام جو اپنے وقت پر ہو وہ مفید، نتیجہ خیز اور مؤثر ہوتا ہے۔ لیکن اگر وقت سے پہلے کیا جائے تو وہ نتیجہ مفید ہونے کے بجائے مضر ثابت ہوتا ہے۔ بلکہ اپنے کرنے والے کو اکثر ہمیشہ کے لئے موردِ الزام بنا دیتا ہے۔"

(سید العلماء "حسینؑ اور اسلام" میں)

"صلح کی کامیابیاں جنگ کی فتوحات سے کم نہیں"

(انگریزی قول)

حقیقت یہ ہے کہ صلح اور جنگ میں بہت تھوڑا سا فرق ہوتا ہے۔ دونوں میں مقصد کسی اُلجھے ہوئے مسئلہ کا سلجھانا ہوتا ہے۔ سلجھانے کا طریقہ البتہ موقع کے لحاظ سے بدل جاتا ہے۔ عام تجربہ یہ ہے۔ کہ کبھی کبھی جنگ سے زیادہ صلح ضروری ہوتی ہے۔ یہ اور بات ہے۔ کہ "میں نہ سمجھوں تو بھلا کیا کوئی سمجھائے مجھے" پر عامل ہو کر صرف ہٹ دھرمی کی بنا پر جنگ جاری رکھی جائے۔ اربابِ علم جنھیں تاریخ سے دلچسپی ہے۔ بہت سے ایسے واقعات سے باخبر ہوں گے۔ جہاں جنگ سے زیادہ کام صلح سے بن گئے ہیں۔ اور بعض مواقع پر صرف بات کی پچ اور اصول جنگ سے ناواقفیت کی وجہ سے مایوس کن نتیجے دیکھنے پڑے ہیں۔ صلح اگر سمجھ بوجھ کر

www.kitabmart.in

کی جائے ۔ تو لڑائی سے زیادہ فیصلہ کن ہے ۔ کیونکہ ہر بات اپنے وقت پر درست ہوتی ہے ۔ صلح بھی اپنے محل پہ بہت سی لڑائیوں اور ہنگامہ آرائیوں کا بدل ہے ۔ ایک اچھا اور نازک نگاہ مدبر دونوں کے موقعوں کو اچھی طرح سمجھتا ہے ۔ اور صلح کے موقع پر کبھی جنگ کی طرف رُخ نہیں کرتا ۔ بلکہ اپنی صلح ہی میں اپنے نصب العین کے حصول کی کوشش کرتا ہے ۔

صلح اور جنگ دونوں ایک ہی مقصد کی جانب گامزن ہونے کے باوجود اپنے لئے دو طرح کے اسلحہ پسند کرتی ہیں ۔ اور ایک کے ہتھیار دوسری جگہ لکڑی کی تلوار سے زیادہ کار آمد اور با اثر نہیں ثابت ہو سکتے ۔ ایک بادشاہ یا سپہ سالار جب کسی فیصلہ کن لڑائی کا ارادہ کرتا ہے ۔ تو اپنے گرد و پیش نظر ڈال کر اپنے ذہن میں اپنے معاونین اور مددگاروں کی ایک فہرست مرتب کرتا ہے ۔ وہ ہر شخص پر بھروسہ نہیں کر لیتا ۔ وہ دیکھتا ہے ۔ کہ اس کی فوج کہاں تک اس سے تعاون پر آمادہ ہے ۔ وہ غور کرتا ہے کہ اس جنگ کا اثر اس کی رعایا پہ کیا پڑے گا ۔ وہ سوچتا ہے کہ سامانِ جنگ کا بہتر سے بہتر انتظام کیونکر ہو سکتا ہے ۔ اگر با خدا اور رعیت پرور رہنما یا بادشاہ ہے تو یہ بھی دیکھتا ہے کہ جو دولت اس مہم میں صرف ہوگی ۔ اور جو خون اس آویزش میں بہایا جائے گا ۔ وہ حکومت کی بقا کے لئے کہاں تک مناسب ہے ۔

اس مختصر تمہید کے بعد آیئے ہم امام حسنؑ مجتبیٰ کے اس طرزِ عمل کا جائزہ لیں جو سنہ ۴۱ھ میں انھوں نے امیر معاویہ کے ساتھ برتا ۔ عالمِ اسلام کی حکومت اور امامتؑ ظاہری بادشاہت اور رسولؐ کی وصایت حسنؑ کو حضرت علیؑ کے

www.kitabmart.in

شہید ہوتے ہی ملی۔ عید رمضان اس طرح ہوئی کہ رسول اسلامؐ کا بڑا نواسا دنیائے اسلام کا سردار بن چکا تھا۔ ان دو عہدوں میں پہلا تو خود مسلمانوں کی جانب سے بیعت کے ذریعہ سے ملا تھا۔ اور دوسرا منصب ایک خدائی دین تھا جس میں کسی انسان کا ہاتھ شریک نہ تھا۔ پہلے کے متعلق امام حسنؑ کو دنیا کے اور بہت سے طلبگاران جاہ وحشمت سے مقابلہ کرنا تھا۔ لیکن دوسرا ان کے اور صرف ان کے لئے تھا۔ (اس کا تذکرہ بھی آگے آئے گا) ابھی ابھی امیرالمومنینؑ کی زندگی کا چراغ گل ہوا تھا۔ ابھی ابھی معاویہ ان سے برسرپیکار تھے۔ ابھی ابھی حضرت علیؑ نے ایک فوج اس لیے جمع کی تھی۔ کہ وہ امیر معاویہ کی خفیہ ریشہ دوانیوں کا راز فاش کر دیں۔ اور ایک باقاعدہ جنگ کے بعد معاویہ کو اپنے حقوق منوانے پر مجبور کر دیں۔ امام حسنؑ کے سامنے یہ سب کچھ موجود تھا تیس ۳۰ سال تک انہوں نے تمام حالات کا بغور مطالعہ کیا۔ وہ بنی امیہ کی تمام خصوصیتوں سے اچھی طرح واقف تھے۔ ان کے اسلام لانے کے اغراض اُن کے پیش نظر تھے۔ امیر معاویہ کی چالوں سے پوری طرح باخبر ہونے کے بعد پھر غلطی کس طرح کر سکتے تھے۔ انہوں نے ہر طرف دیکھا تو اعوان و انصار کی قلت نظر آئی۔ حضرت عثمان کے زمانہ سے یا غالباً اس سے قبل ہی سے افواج اسلام کسی مجاہدانہ نیت سے لڑائیوں میں شریک نہ ہوتی تھیں۔ بلکہ ان کا زاویۂ نظر بدل کر لوٹ مار اور دولت کی جانب مائل ہو گیا تھا۔ جو سونے چاندی کے چند ٹکوں کی چمک دکھا سکے۔ وہی خلیفہ تھا اور وہی بادشاہ امام حسنؑ کے پاس کیا تھا؟ وہ بیت المال کا روپیہ اس طرح برباد نہ کر سکتے تھے وہ فوجوں کو بے قاعدہ

لوٹ مار کی اجازت نہ دے سکتے تھے۔ پھر ان سے کس لئے وابستگی کی جاتی اسلام نے ابھی بہت کم دلوں میں پوری طرح جگہ کی تھی حسنؑ مجتبیٰ کے پاس فوج اور دولت دونوں کی کمی تھی۔ فوج بظاہر موجود تھی۔ لیکن پہلے ہی روز ان کی پامردی ثابت ہوگئی جب خون سے کھیلنے کے بجائے دور دیوں سے کھیلے جب تلواروں کی جھنکار کے بدلے سکوں کی آواز نے انہیں اپنی طرف کھینچ لیا؛ امام حسنؑ بار بار اپنی فوج کو مخاطب کرکے ان کی کمزوریاں بتلاتے تھے ان کے منہ پر ان کی بزدلی کی داستانیں دہراتے تھے۔ ان کی بیوفائی کا تذکرہ کرکے ان کی عرب حمیت کو جوش میں لاتے تھے۔ لیکن دولت کا قبضہ دلوں پر تھا۔ ان میں حرکت نہ ہوتی تھی۔ کیا ضرورت تھی، امامؑ کو اس طرح بار بار ان کو متنبہ کریں؟ اوّل تو اس لئے کہ حجت تمام ہو جائے۔ اور دوسرے یہ کہ تاریخ کے اوراق گواہ رہیں کہ حسنؑ نے جنگ سے منہ نہیں موڑا۔ شیر یزداں کا بہادر فرزند ہر ممکن کوشش کر رہا تھا۔ لیکن جب یہ ظاہر ہوگیا۔ کہ جنگ پر جانا خودکشی سے کسی طرح کم نہیں، تو حسنؑ نے دوسری راہ اختیار کی اب یہاں جنگ کا سوال ہی نہ تھا۔ معاویہ کی قوت اپنے شباب پر تھی۔ اس کے مقابلے کے لئے ایک منظم فوج کی ضرورت تھی۔

www.kitabmart.in

اب صرف صلح کو مفید اور کارگر بنانے ہی سے کام چل سکتا تھا۔ اور اسی میں امامؑ کی سیاسی قابلیت کا اندازہ ہر شخص کو ہو سکتا ہے۔ امام حسنؑ کو سب کچھ معلوم تھا۔ لیکن واقعات کو اس طرح ترتیب دے رہے تھے۔ کہ صلح ایک دقیع صورت اختیار کرے۔ کوفہ سے کوچ کرکے بغداد کے قریب مدائن میں قیام کیا

www.kitabmart.in

مدائن اپنے محل وقوع کے لحاظ سے ایک خاص اہمیت رکھتا ہے۔
ایران، عراق اور حجاز سب کچھ قریب ہی تھے۔ امامؑ نے اس جگہ کا انتخاب اس لئے کیا کہ ساری اسلامی دنیا کے بیچ میں کھڑے ہو کر اپنی پوزیشن صاف کر دیں۔ اس سے بہتر جگہ اور کوئی نہیں ہو سکتی تھی۔ کیونکہ اگر لوگ امامؑ کا ساتھ دینے پر آمادگی ظاہر کرتے تو ان کے لئے آسانیاں تھیں۔ وہ ان کی پکار پر مجتمع ہو سکتے تھے
زبان امامت نے اپنے متعدد خطبوں میں صلح کے اسباب پر پوری طرح روشنی ڈالی تاکہ بعد میں کسی کو کچھ کہنے کی گنجائش نہ رہ جائے یہ سب کر نیکے بعد صلح کے لئے تیار ہو گئے
جیسا کہ عرض کر چکا ہوں امام حسنؑ دو محاذوں پر دائر تھے اس وقت صلح میں خلافت یا امامت کا سوال معرض بحث نہ تھا صرف ایک سلطنت کے انتظام کے دیدینے پر ہنگامہ تھا۔ ہدایت خلق کا بار بھی ان ہی پر تھا۔ اور لوگ اسی در کی جانب صلح کے بعد بھی رجوع ہوتے تھے (بادشاہت دنیا کی ظاہری حکومت ہے) حسنؑ کے لئے اس کا جدا کر دینا بڑی بات نہ تھی۔ ہاں اسلام ان کے سینہ سے لگا ہوا تھا۔ امامت کا تاج ان کے سر پر تھا۔ قرآن ان کے قلب کی گہرائیوں میں تھا۔ آفتاب سے چمک یا آسمان سے رنگ جدا نہیں کیا جا رہا تھا۔ بلکہ ایک دنیوی شے تھی۔ جو دوسرے کے سپرد کی جا رہی تھی جس کا جی چاہے وہ بعض شرائط کے ماتحت انتظام کرے۔ اس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے۔ کہ اپنی نزع کی آخری سانسوں میں امام حسنؑ نے امام حسینؑ کو اپنا وصی اور ولی مقرر کیا۔ اگر خلافت آلہیہ اور امامت معاویہ کو دے دی تو یہ کیا چیز حسینؑ کے سپرد کر رہے تھے
(حسینؑ کو وصی بنایا، اسد الغابہ اور حیوٰۃ الحیوان بحوالہ تاریخ احمدی)
گویا اپنے کو خلیفہ جانتے تھے اور جاتے جاتے سنت رسولؐ کے مطابق

www.kitabmart.in

اپنا وصی بھی بنا رہے تھے۔

بات میں بات نکل آئی ورنہ بحث یہ تھی کہ حسنؑ کے لیے صلح فائدہ مند تھی یا جنگ۔ ہم نے دیکھا کہ اس وقت صلح ہی سے کام چل سکتا تھا۔ ضرورت صرف یہ تھی کہ صلح جنگ سے زیادہ کارآمد ثابت ہو۔ صلح سے پہلے امام حسنؑ نے سب کے دل ٹٹولے۔ کبھی یہ فرمایا کہ جس سے میں جنگ کروں اس سے جنگ کرو، کبھی یہ کہا کہ جس سے میں صلح کروں اس سے صلح کرو، کبھی لوگوں سے صاف صاف پوچھ لیا کہ وہ جنگ چاہتے ہیں یا صلح۔ جب ہر جانب سے صلح کے لئے آواز بلند ہوئی تو اب صلح کے سوا چارہ ہی کیا تھا مسلمانوں کا خون یوں ہی نہیں بہایا جا سکتا ہے۔ لوگ زندگی چاہتے تھے۔ اور انہیں زندگی دی گئی۔ اس کے علاوہ ایک راز یہ بھی تھا کہ جو تھوڑے سے مددگار تھے اور وہ بھی جنگ میں ختم ہو جاتے اور پھر بھی نتیجہ وہی ہوتا بلکہ جنگ میں شکست دینے کے بعد معاویہ امام کو مجبور کر سکتا تھا۔ کہ اس کی بات مانیں۔ پہلے تاریخی حیثیت سے چند جملوں میں ان واقعات کا ذکر ہونا چاہیے جو کشاں کشاں صلح کی جانب لے گئے۔ تاکہ صلح کے شرائط سمجھنے میں آسانی ہو۔ شیرِ خداؑ نے دنیا چھوڑ دی۔ لوگ امام حسنؑ کی بیعت کوفہ میں کر رہے ہیں۔ قیس بن سعد انصاری آگے کہتے ہیں "لائیے ہاتھ لائیے کہ ہم کتاب اللہ و سنت رسالت کی پیروی اور خلل انداز ان خلافت سے لڑنے کا اقرار کریں"، امامؑ نے فرمایا کہ کچھ اور کہنے کی ضرورت نہیں کتاب خدا اور سنت رسولؐ کی پیروی میں سب کچھ آگیا۔ معاویہ کے بڑھتے ہوئے ارادوں کی خبر مل چکی تھی۔ حضرت علیؑ کی جمع کی ہوئی فوج لے کر مدائن کا رخ کیا معاویہ پہلے ہی سے چل کھڑے ہوئے تھے۔ قیس بن سعد انصاری مقدمۃ الجیش کے

www.kitabmart.in

سردار بنائے گئے۔ معاویہ نے خبر اڑادی کہ قیس مارے گئے یا بقول تاریخ ابن واضح قیس نے معاویہ سے صلح کرلی۔ اور دوسری طرف امام حسنؑ کے متعلق قیس کی فوج میں یہ خبر پھیلا دی گئی کہ امامؑ نے معاویہ سے صلح کرلی بہرحال نتیجہ ایک ہی تھا امامؑ کی ساتھ کی فوج میں اضطراب پھیل گیا۔ فوج گھٹنے لگی یہاں تک کہ بقول تاریخ الخمیس امام حسنؑ نے صلح ہی کو مصلحت سمجھا۔ خط و کتابت ہوئی اور صلح ہوگئی۔ بس اب ہمیں حسنؑ کا تدبر ان ہی صلح کی شرطوں میں دیکھنا ہے۔ کیونکہ جنگ کے تمام امکانات امام حسنؑ کی طرف سے ختم ہو چکے تھے۔ ان کے پاس جنگ سے فائدہ اٹھانے کی کوئی صورت نہ تھی۔

شرائط صلح امام حسنؑ کی جانب سے پیش ہوئے تھے اور امامؑ کو تمام باتوں کا اندازہ لگاکر معاہدہ کرنا تھا۔ کیونکہ اسی کی منظوری پر ماضی کے تذکروں اور مستقبل کی امیدوں کا دارومدار تھا۔ یہی سب سے بہتر موقع تھا کہ معاہدے کی شرطیں ایسی جامع رکھی جائیں جو انتہائی سیاست دانی اور فکر عمیق کا پتہ دیں۔ دیکھنا یہ ہے کہ امامؑ نے یہی شرطیں کیوں رکھیں، اُن کا حقیقی مقصد اور فلسفہ کیا تھا۔ یہیں پہنچ کر حسنی سیاست کا صحیح اندازہ ہوگا۔ یہیں معلوم ہوگا کہ صلح کس طرح جنگ سے بہتر ہو سکتی ہے۔ اور کس طرح اس صلح میں امام حسنؑ اپنے مقاصد کی تکمیل بدرجہ اتم کر سکے۔ جنگ معاویہ کو اور زیادہ برافروختہ کر دیتی۔ جنگ امامؑ کی دنیاوی قوتوں کو اور گھٹا دیتی۔ جنگ امام حسنؑ کو معاویہ کی تمام باتیں ماننے پر مجبور کر دیتی اور پھر امامؑ کی جانب سے نہیں بلکہ معاویہ کی جانب سے صلح کی شرطیں پیش ہوتیں۔ یہ کبھی نہ بھولنا چاہیے کہ جو صلح کی شرطیں پیش کرکے منوا سکے وہی فاتح ہے

مختلف تواریخ کا مقابلہ کرنے کے بعد مندرجہ ذیل معاہدہ کا پتہ چلتا ہے اختصار کے لیے ہم صرف شرطیں پیش کرتے ہیں۔ امام حسنؑ نے حسب ذیل شرائط پر معاویہ کو زمام سلطنت دینا گوارا کیا :۔

www.kitabmart.in

۱۔ معاویہ کتاب اللہ اور سنتِ رسولؐ پر عمل کرے گا۔

۲۔ کوفہ کے بیت المال کی تمام نقد رقم امام حسنؑ کو دے دی جائے

۳۔ ملک فارس کے صوبہ داراب گرد کی سالانہ آمدنی امام حسنؑ کو ملا کرے گی

۴۔ حضرت علی علیہ السلام کی شان میں گستاخانہ الفاظ نہ استعمال کیے جائیں اور سب و شتم بند کر دی جائے۔ (اس شرط میں یہ ترمیم ہوئی کہ معاویہ نے اس کا وعدہ نہیں کیا۔ یہ البتہ طے ہوا کہ امام حسنؑ یا ان کے اہلبیتؑ کے سامنے کوئی علیؑ کو برے الفاظ سے یاد نہ کرے گا)

۵۔ معاویہ کو اپنا ولی عہد بنانے کا اختیار نہ ہو گا۔ بلکہ کارِ خلافت پھر بنی ہاشم میں پلٹ آئے گا (حبیب السیر، سیوطی بحوالہ تاریخ احمدی۔ تاریخ اسلام شررؔ)

۶۔ اہل مدینہ و عراق و حجاز نے حضرت علیؑ کے زمانہ میں جو کچھ کیا اس کا کوئی مواخذہ اُن سے نہ ہو۔

۷۔ امام حسنؑ پر جو کچھ قرض ہو معاویہ ادا کرے۔

۸۔ امام حسنؑ، امام حسینؑ یا ان کے اہل بیتؑ کی جان و مال کے خلاف کوئی خفیہ یا ظاہر سازش معاویہ کی جانب سے نہ ہو۔

(صواعق محرقہ و جلاء العیونؔ)

یہ وہ شرطیں ہیں جن پر صلح ہوئی۔ ان کی اہمیت کا اندازہ اسی وقت ہو سکتا

www.kitabmart.in

ہے جب ہم عرب کے لوگوں کی نفسیات کا پوری طرح جائزہ لیں، جب ہم بنی امیہ اور بنی ہاشم کے تعلقات کا گہرا مطالعہ کریں اور جب ہم معاویہ کی اس بے چینی پر نظر ڈالیں جو اسے بادشاہت کے نہ ملنے سے ہو رہی تھی۔ امام حسنؑ نے تیر اس وقت مارا جب وہ نشانہ پر ٹھیک بیٹھ رہا تھا۔ دولت کے نشے اور حکومت کے شوق نے معاویہ کو اتنا حریص بنا دیا تھا۔ کہ وہ حسنؑ مجتبیٰ کی اعلیٰ سیاست کو نہ سمجھ سکا۔ اور صرف اپنی خاندانی دشمنی اور ذہنیت کے ماتحت اس دفعہ پر معترض ہوا۔ جو حضرت علیؑ پر سب وشتم بند کرنے سے متعلق تھی معاویہ سے بڑا علیؑ کا کوئی دشمن نہ تھا۔ بنی امیہ کے سربرآوردہ سردار علیؑ کی تیغ کے گھاٹ اتر چکے تھے۔ اور وہ ان سے ہر طرح انتقام لینے پر تیار تھا۔ لہذا اس پر اس کی نظر فوراً پڑ گئی۔ اور کسی جگہ وہ نہ سمجھ سکا کہ امام حسنؑ کی کیا مصلحت ہے۔ ہر دفعہ کی ضرورت کے متعلق کسی قدر تفصیل درکار ہے۔ اسی میں امام حسنؑ کا فلسفۂ سیاست واضح ہوگا۔

پہلی دفعہ بہت اہم ہے۔ لیکن اس کے متعلق کچھ زیادہ نہیں کہنا ہے۔ کیونکہ اسی پر صلح کا دار و مدار تھا۔ اور اگرچہ معاویہ اس پر رضامند نہ ہوتا تو صلح بھی ناممکن تھی۔ یقیناً کربلا کا نقشہ بیس۲۰ سال پہلے ہی مدائن میں پیش ہو جاتا۔ کیونکہ اس کے بغیر امام کا مقصد ہی مٹ جاتا۔ امام نے اس شرط کا ظاہر کر دینا ہی ضروری سمجھا کیونکہ معاویہ سے زیادہ یزید سے باخبر تھے اور جانتے تھے کہ جب اس شرط کی خلاف ورزی ہو گئی تو تمام دنیا اسے دیکھ کر اختلاف پر آمادہ ہو جائے گی۔ کتاب اللہ کے ساتھ سنتِ رسولؐ کے غیر مبہم الفاظ کی اہمیت کو

www.kitabmart.in

ارباب نظر ہی کچھ اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں۔

دوسری دفعہ ایک بہترین سیاسی نکتہ پر مبنی ہے۔ بیت المال کی ساری رقم لے کر معاویہ کو کمزور بنا دینا مقصود تھا۔ اور یہ بھی خیال تھا کہ وہ اسلام کی دولت کو عیش وطرب میں ضائع وبرباد نہ کر دے۔ حسنؑ کے یہاں وہی روپیہ غریبوں اور مسافروں کی مہمان نوازی میں صرف ہوتا تھا۔ جو امام حسنؑ کا خاص شیوہ تھا۔

تیسری شرط اول تو یوں ضروری تھی۔ کہ اس میں اپنا فائدہ مقصود تھا لیکن اس سے زیادہ اہم یہ تھا کہ ایران کے لوگ علیؑ اور ان کے خاندان کے لوگوں سے بے خبر نہ ہوں۔ بلکہ اُن کے کانوں میں خانوادۂ نبوت کے سرداروں کے نام پڑتے رہیں۔ اس کا فائدہ اس وقت تو نہیں لیکن ہاں تھوڑے ہی دنوں کے بعد ظاہر ہو گیا اور آج تک ظاہر ہے۔

چوتھی دفعہ نہایت ضروری اور اہم چیز ہے۔ امام حسنؑ ان گستاخانہ کلمات کو سُن نہ سکتے تھے۔ جو حضرت علیؑ کے متعلق استعمال کیے جاتے تھے ہاشمی غیرت کا یہی تقاضا تھا کہ معاویہ کو اس پر مجبور کیا جائے۔ معاویہ کا اس پر معترض ہونا اوپر بیان ہو چکا ہے۔ اور اس کے اسباب بھی ہمارے پیشِ نظر ہیں۔

پانچویں دفعہ کے متعلق بہت کچھ کہا جا سکتا ہے۔ اور یہی ایک جملہ ایک مضمون کے لئے کافی ہو سکتا ہے۔ لیکن یہاں اختصار کے خیال سے صرف یہ کہا جاتا ہے۔ کہ اس دفعہ سے سب سے پہلی بات یہ ظاہر ہوتی ہے

www.kitabmart.in

کہ امام حسنؑ نے وقتی طور پر صلح کی تھی۔ اس وقت صلح کی ضرورت تھی اس لیے صلح کی۔ اگر یہ صلح وقتی نہ ہوتی تو پھر کارِ خلافت کے پلٹا دینے کا معاہدہ کیا معنی رکھتا ہے، اس کا ثبوت دوسری طرف سے بھی ملتا ہے۔ معاویہ خود اس صلح کو وقتی جانتا تھا۔ کچھ دنوں تک خاموش رہنے کے بعد معاویہ کے دل میں ہیجان پیدا ہوا۔ اور اس نے امام حسنؑ کو زہر دلا کر راستہ سے ہٹانے کی کوشش کی صلح ہو چکی تھی۔ حکومت کی باگ معاویہ کے ہاتھوں میں تھی، پھر اب کیا خوف تھا۔ جو معاویہ کو پریشان کر رہا تھا، پھر اب کیا ضرورت تھی کہ امام حسنؑ کو خفیہ کارروائیوں کا شکار بنایا جائے۔ امام حسنؑ کی جانب سے کبھی اپنے معاہدے کی خلاف ورزی کا اقدام نہیں ہوا۔ لیکن پھر بھی معاویہ ان کے وجود ذی جود کو اپنے لیے باعثِ مضرت سمجھتا تھا۔ اس کے بعد اپنی حیات ہی میں امام حسینؑ سے یزید کے لئے بیعت لینے کی کوشش بھی اُسی خوف کا نتیجہ ہے۔ جو اس صلح کی مدّت کے ختم ہونے کے خیال سے اس کے دل میں پیدا ہوا تھا۔

اب جس دفعہ کا میں تذکرہ کرنے والا ہوں اسے حکمتِ عملی کا اعلیٰ نمونہ قرار دے سکتے ہیں اس میں اگرچہ بہ ظاہر ایک گذری ہوئی بات کی جانب اشارہ ہے کہ علیؑ کے ہمدردوں سے مواخذہ نہ کیا جائے۔ لیکن اس کا اثر مستقبل کی پوری تاریخ پر پڑ رہا ہے۔ اللہ رے حسنؑ کی دور اندیشی، معلوم تھا کہ معاویہ کو موجودہ سلطنت سے کام ہے۔ وہ اتنی باریک بات کو نہ سمجھ سکے گا۔ اس لئے شرط نامہ میں رکھ دیا۔ اس کی ضرورت یوں تھی کہ وہ لوگ جو کسی موقع پر علیؑ کا ساتھ دے چکے تھے اب ان کے سب سے بڑے دشمن کی رعایا بن رہے تھے

ان پر ظلم وستم ہونا اور صرف اس گناہ پر کہ تم نے کسی وقت میں علیؑ سے محبت کا اظہار کیا تھا۔ لیکن حسنؑ نے ان کی خدمتوں کو نظر انداز نہیں کیا، مطلب یہ تھا کہ علیؑ اور آلِ علیؑ کے ساتھ ان کی ہمدردی باقی رہے۔ ورنہ وہ لوگ یہ کہتے کہ دیکھو ہمیں کیسا بھلا دیا۔ اس کا اثر اتنا مکمل تھا کہ ہر تاریخ سے واقف شخص سمجھ سکتا ہے۔ ان لوگوں کے اس یقین میں فرق نہ آیا کہ ہم حق پہ تھے۔ اگرچہ معاویہ نے اس پر عمل نہ کیا تو بھی یہ کیا کم ہے۔ کہ اُن کو یہ تو خیال رہا کہ علیؑ کے بیٹے حسنؑ نے حتی الوسع ان کے لئے سب کچھ کیا۔

www.kitabmart.in

ساتویں دفعہ بھی تیسری شرط کی طرح یہ ظاہر کرنے کے لئے ہے کہ امامِ حسنؑ نے دب کر صلح نہیں کی بلکہ مصلحتاً کر لی اور درحقیقت معاویہ ہی صلح کے لئے بے چین تھا۔ کہ اس طرح کے شرائط پر رضا مند ہو گیا۔

آٹھویں شرط ایک تاریخی اہمیت رکھتی ہے۔ اگر معاویہ اس کی خلاف ورزی کرے تو دنیا اسے سمجھے گی۔ اور اگر اس پہ عمل کرے تو اموی حکومت کی بنیاد ہی مضبوط نہیں ہو سکتی۔ گویا امامؑ نے معاویہ کو ایک ایسے قفس میں بند کر دیا تھا۔ جس کا دروازہ کھلا ہوا ہو۔ لیکن دروازے پر کانٹے ہوں۔ معاویہ ہر طرح سے ایک کشمکش میں تھا۔ اور نتیجہ ہمیں معلوم ہے۔ کہ اس نے امام حسنؑ کی جان کے خلاف سازش کر کے ہمیشہ کے لیے تاریخ کو اپنی معاہدہ شکنی پر گواہ بنا لیا۔ امامؑ کا اپنی اور اپنے اہل بیتؑ کی سلامتی کے لئے حکومت سے وعدے لے لینا اعلیٰ تدبر پہ مبنی تھا

معاہدہ کی یہ مختصر تشریح ارباب نظر پہ یہ اچھی طرح واضح کر دی گئی کہ یہ

www.kitabmart.in

صلح ایک بیش بہا سیاسی معاہدہ کہی جا سکتی ہے۔ جس میں امام حسنؑ نے معاویہ کو دینی اور دنیوی حیثیت سے عدل و انصاف پر مجبور بنا دیا تھا۔ اپنی جامعیت اور وسعت کے لحاظ سے تمام شرطیں اہم ہیں اور ان سے امام حسنؑ کی وسعتِ نظر اور عالمانہ ذہنیت کا پتہ چلتا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ معاویہ نے ان شرطوں پر کبھی عمل نہ کیا۔ لیکن حسنؑ کی جانب سے وہی شرطیں پیش ہوئی تھیں جو حسنؑ کے مقصد کو پورا کرتی تھیں اور اموی پالیسی کا راز طشت از بام کرنے کے ساتھ ہی ساتھ بنی امیہ کی حکومت کے قیام کو ناممکن بنائے تھیں صلح کے وقت معاویہ ان کے تبدیل کرنے پر قادر نہ تھا۔ لیکن عمل کی اسے پرواہ نہ تھی اسے کیا اگر آج تاریخ اس کی خلاف ورزیوں کا افسانہ ہنس ہنس کر بیان کر رہی ہے۔ اسے کیا کہ دنیا اسے حسنؑ ایسے گوشہ نشین کا قاتل جانتی ہے! اسے کیا کہ کربلا کے واقعہ کی داغ بیل ڈال کر اس نے اپنا نام ظالموں کی فہرست میں لکھا لیا! اسے کیا کہ اس کے بعض افعال سے اسے دائرہ اسلام سے خارج کرتے ہیں، اُسے ان باتوں کی پرواہ نہ تھی امام حسنؑ نے کارِ سلطنت معاویہ کو تفویض کر کے دنیا کو یہ دکھا دیا۔ کہ اسلام کے دائرے میں رہ کر معاویہ حکومت کی قابلیت نہیں رکھتا۔ جہاں تک خدمتِ اسلام اور ہدایتِ خلق کا تعلق تھا امام حسنؑ اس کی جانب اب اور متوجہ ہو گئے۔ ایک طرف رسولؐ اور اہل بیتِؑ رسول کے خلاف مسجدوں میں وعظ کہے جاتے تھے۔ تو دوسری جانب حسن کے دربار میں رسالت کا پیغام اپنے حقیقی رنگ میں دنیا کے کانوں تک پونچایا جاتا تھا۔ ایک جانب جھوٹی حدیثیں بنا کر علیؑ کی

معرکۃ الآرا اسلامی مسئلہ پر ایک پرشکوہ پیشکش

# خلافت و امامت

مکتبۃ العلوم
کراچی

www.kitabmart.in

لکھنے والے

ہرنام
ابوسعید بزمی
نیاز فتح پوری
فاروق کانپوری
عیسیٰ شاہ نظامی
جلیل الرحمٰن اعظمی
ذاکر حسین
احتشام حسین
ابوالکلام آزاد
م - ح
ایک آزاد خیال شیعہ
سید العلماء سید علی نقی النقوی

۱۹۳۵ء میں ماہنامہ نگار لکھنؤ میں ایک ہندو ہرنام کی طرف خلافت و امامت کے مسئلہ پر ایک مقالہ شائع ہوا تھا۔ چنانچہ فریقین کے روشن خیال حضرات نے اس بحث میں حصہ لیا۔ علوم جدیدہ کے ماہرین اور کلام و عقائد کے واقف کار اپنا اپنا مدعا سمجھانے کے لئے مضمون نگار بنے مختلف حیثیتوں سے لوگوں نے دلچسپی لی۔ پہلی بار بڑی سنجیدگی اور متانت کے ساتھ اظہار خیال کیا گیا۔ تمام تحریریں گھٹیا مناظرہ کی سطح سے بلند ہیں۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ مسئلہ خلافت و امامت پر اس سے بہتر کتاب آپ کی نظر سے نہیں گزری ہوگی۔

ضخامت ۱۶۷ صفحات، کتابت و طباعت معیاری کاغذ اعلیٰ سائز ۱۸×۲۲ قیمت صرف دس روپے۔

ملنے کا پتہ :- مکتبۃ امامیہ۔ اردو بازار۔ لاہور ۲۔